سلسلہ اصلاحی مجالس

حضرت مولانا عبدالستار صاحب مدظلہ

پُرسکون ازدواجی زندگی

سلسلہ اصلاحی مجالس

پرسکون ازدواجی زندگی

حضرت مولانا عبدالستار صاحب حفظہ اللہ

مکتبہ فہمِ دین (وقف)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّابَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

﴿وَمِنْ آیَاتِہٖ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْا اِلَیْھَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً اِنَّ فِیْ ذَالِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَo﴾ (الروم:۲۱)

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی : ﴿وَاللّٰہُ جَعَلَ لَکُمْ مِّنْ بُیُوْتِکُمْ سَکَنًا﴾ (النحل:۸۰)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

گھریلو زندگی سکون کا ذریعہ ہے

میرے معزز مسلمان بزرگو، عزیز بھائیوں اور امت مسلمہ کی مقدس ماؤں اور بہنوں!

گھر کی زندگی سکون کا ذریعہ ہے، راحت کا ذریعہ ہے، چین کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے گھر کی نعمت میں انسان کے لئے سکون رکھ دیا ہے۔ نیز انسان کو ازدواجی زندگی سے منسلک کر کے اسے بھی اس کے لئے باعث سکون بنا دیا ہے۔ یہ دونوں چیزیں سکون کے وہ بڑے اسباب ہیں جو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر فرمائے ہیں۔

اس سلسلے میں ایک بنیادی بات ذہن میں رکھی جائے کہ گھر ہو یا ازدواجی زندگی، بنیادی نکتہ (جو ہمارے بزرگوں نے بیان کیا ہے) یہ ہے کہ نیک ہوں گے تو

ایک ہوں گے۔ نیکیاں ہوں گی تو گھروں میں محبتیں ہوں گی، سکون ہوگا، آپس میں ایک دوسرے پر اعتماد ہوگا، ایک دوسرے کے لئے خیر خواہ بنیں گے۔ گھر چین اور سکون کا مرکز بنیں گے۔ مگر یہ سب چیزیں اس وقت ہوں گی جب گھر میں دین کا نظام ہوگا۔

سیرت نبوی ﷺ میں بھی اس قسم کی مثال ملتی ہے کہ آپ ﷺ بیرونی حالات سے متاثر ہو کر آئے تو آپ ﷺ کی شریک حیات حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ایسی تسلی دی کہ پریشانی کو سکون میں بدل دیا۔ تسلی دے کر ناگوار بیرونی اثرات زائل کر دیئے۔

گھر کی زندگی اور ازدواجی زندگی سکون کا بہت بڑا ذریعہ ہیں لیکن عرصہ ہوا کہ مسلمان ان دونوں چیزوں سے محروم ہو گیا ہے۔ اب وہ اس راحت کو حاصل کرنے کے لئے کلبوں کا رخ کرتا ہے، ہوٹلوں کا رخ کرتا ہے، سی وی یو کا رخ کرتا ہے اور مصنوعی سکون حاصل کرنے کے لئے مختلف تدابیر اختیار کرتا ہے۔ چونکہ یہ سارا سکون مصنوعی ہوتا ہے اس لئے چند لمحات میں ختم ہو جاتا ہے۔

دنیاوی چیزوں میں سکون نہیں

ان عارضی چیزوں میں اللہ تعالیٰ نے پائیدار سکون رکھا ہی نہیں ہے۔ پائیدار سکون تو گھر کے اندر ہوتا ہے گھر کی زندگی میں ہوتا ہے۔ اس پائیدار سکون کے حصول کے لئے کچھ اصول وضوابط ہیں کیونکہ اب تو حال یہ ہو گیا ہے کہ دین داروں کی ازدواجی زندگی بھی بکھری بکھری نظر آتی ہے۔ ان کے گھروں کے اندر بھی بیرونی حالات کے تھپیڑوں نے حالات کو متاثر کر رکھا ہے۔ ان کے گھروں میں بھی اب

الجھنیں نظر آتی ہیں۔نمازی بھی ہیں، حاجی بھی ہیں لیکن گھر کا سکون رخصت ہو چکا ہے کیونکہ زندگی گزارنے کے ضوابط ہی نہیں ہیں، اصول ہی نہیں ہیں۔

آپ ﷺ نے زندگی گزارنے کے لئے جو ہدایات دی ہیں انہیں نظرانداز کیا ہوا ہے۔نہ بیوی کسی سے پوچھتی ہے، نہ مرد کسی سے پوچھتا ہے اسی جھجک اور شرم میں ان کی خانگی زندگی باہر کی زندگی سے بھی زیادہ پریشانی کا سبب بن جاتی ہے۔ باہر کی زندگی کو آدمی پھر بھی برداشت کر لیتا ہے لیکن اگر گھریلو زندگی میں نااتفاقی ہو تو پھر برداشت نہیں ہو پاتی۔نہ کسی کو اپنی مشکل بتا سکتا ہے، نہ اظہار کر سکتا ہے۔اندر ہی اندر اپنے غم کو پیتا رہتا ہے اور یوں اس کی زندگی بے سکونی میں ہی ختم ہو جاتی ہے۔

پرسکون زندگی کے اصول

قرآن کریم میں پرسکون زندگی کے کچھ اصول وضوابط بیان ہوئے ہیں ہیں۔اگر ان پر عمل کر لیا جائے تو اللہ کی رحمت سے زندگی پرسکون اور خوشگوار ہو جائے گی۔ارشادِ باری ہے:

﴿ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا ﴾

(الروم:۲۱)

اوراس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے واسطے تمہاری جنس کی بی بیاں بنائیں تا کہ تم کو ان کے پاس آرام ملے۔

یہ ازدواجی زندگی تو ہے ہی سکون کا سب سے بڑا ذریعہ۔تمہیں اُس سے سکون ملے، اُسے تم سے سکون ملے۔عورت کی چند بنیادی فطری ضروریات ہیں، مرد ان کو پورا کر لے۔اسی طرح عورت سے مرد کے بھی کچھ تقاضے ہیں، عورت ان کو پورا

کر لے۔ دین نے بھی ان ضابطوں کی اہمیت بتائی ہے۔

عورت کے حقوق

عورت کا فطری حق ہے کہ اسے اپنے میاں کے گھر میں تحفظ حاصل ہو، اسے عزت، جان، مال اور ایمان کا تحفظ حاصل ہو۔ وہ اس گھر میں جا کر مطمئن رہے۔ اسے یقین ہو کہ اب میرا گھر یہی ہے، میرا سب کچھ یہی ہے اس لئے کہ میرے میاں نے مجھے قبول کیا ہے۔ وہ مجھے میری اچھائیوں اور برائیوں کے ساتھ قبول کرر ہا ہے۔ عورت بھی انسان ہے۔ یقیناً اس کے اندر کمزوریاں بھی ہوں گی۔ اگر ان کمزوریوں کی وجہ سے مرد اسے خشک پھول کی طرح توڑ کر پھینک دے گا تو عورت عدمِ تحفظ کا شکار ہو جائے گی۔ پھر وہ اس گھر کو کبھی بھی اپنا گھر نہیں سمجھے گی، اپنے دل کے راز نہیں بتائے گی۔ اپنے دل کی بات کا اظہار نہیں کرے گی۔ یہ اس کا حق ہے کہ اسے تحفظ ملے وہ سمجھے کہ میرا سب کچھ یہی ہے۔ اسے اس بات کا احساس دلایا جائے کہ یہاں اس کی اچھائیوں کی حوصلہ افزائی ہو گی اور اس کی کمزوریوں سے درگزر کیا جائے گا۔ وہ صحت مند ہو یا بیمار دونوں صورتوں میں اسے قبول کیا جائے گا۔ یہ نہیں کہ وہ بیمار ہو تو کہا جائے کہ ماں کے گھر چلی جاؤ۔ ولادت کا وقت قریب آئے تو اسے ماں کے گھر بھیج دیا جائے۔ خرچے آن پڑیں تو ماں کے گھر جانے کا حکم سنا دیا جائے۔ اگر ایسے حالات اور ایسا برتاؤ کیا جاتا ہے تو عورت عدمِ تحفظ کا شکار ہو جاتی ہے۔ وہ سوچتی ہے کہ جب تک میں ٹھیک ہوں اور میرے شوہر کی جنسی خواہشات مجھ سے پوری ہو رہی ہیں تب تک تو میں یہاں پر ہوں اور اگر میرے اندر کچھ کمزوریاں آ گئیں، کچھ

بیماریاں آگئیں، میری زندگی کی ضروریات بڑھ گئیں تو مجھے نظروں سے گرادیا جائے گا۔ ایسی عورت کبھی بھی مطمئن نہیں ہوتی۔ عدمِ تحفظ کا شکار رہتی ہے۔ پھر ایسی عورت سے اچھے اور بہترین سلوک اور کام کی توقع نہیں رکھنی چاہیئے۔

تو عورت کا حق یہ ہے کہ اسے اپنے گھر میں تحفظ ملے۔ اس بات کی فکر شوہر بھی کرے، ساس بھی کرے اور سسر بھی کرے کہ جس بچی کو ہم لائے ہیں اسے ہم نے تحفظ بھی دینا ہے اس لئے کہ کل ہماری بیٹی بھی تو کہیں جائے گی۔ اگر ہماری بیٹی کو وہاں تحفظ نہ ملا تو ہمارے اوپر کیا گزرے گی؟

ایمان کا تقاضا

تو میرے عزیزو! ایمان اور غیرت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ جب وہ بیوی میری ہے تو اس کے اخراجات بھی میرے ہی ذمے ہیں۔ جب میں اسے اچھائی اور صحت کی حالت میں قبول کر رہا ہوں تو مرض کی حالت کے اندر بھی وہ میری بیوی ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے عجیب تعبیر پیش فرمائی ہے:

﴿ وَمِنْ آيَاتِهِ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَّرَحْمَةً ﴾ (الروم:۲۱)

اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے واسطے تمہاری جنس کی بی بیاں بنائیں تاکہ تمہیں ان سے آرام ملے اور تم میاں بیوی میں محبت اور ہمدردی پیدا کی۔

ایک وقت ہوتا ہے کہ میاں بیوی میں محبت ہوتی ہے۔ کوئی اونچ نیچ ہو بھی جائے تو جنسی ضرورت پھر انہیں محبت پر آمادہ کر دیتی ہے لیکن ایک وقت ایسا بھی آتا ہے جب یہ بوڑھے ہو جاتے ہیں، بیمار ہو جاتے ہیں، ان کے منہ میں دانت نہیں

رہتے ،قوت سماعت کمزور ہو جاتی ہے تو کیا ایسے وقت ان عوارض کی وجہ سے رشتہ ختم ہو جائے گا؟ تو قرآن نے کہانہیں ورحمۃ اب وہ پیاراور شفقت میں بدل جائے گا،خیر خواہی میں بدل جائے گا۔

عورت کی قدر کیجیے

بڑھاپے میں اس کی بیماری یا معذوری کی وجہ سے اس سے اعراض یا دوری اختیار کرنے سے پہلے ذرا سا اس بات پر غور کر لیجئے کہ ارے! وہ عورت تو وہ ہے جس نے اپنی ساری جوانی میری نظر کر دی۔ ساری صلاحیتیں مجھ پر قربان کر دیں۔ میرے بچوں کی تربیت پر اس نے سب کچھ لگا دیا۔ آج اگر اس پر بڑھاپا آ گیا ہے تو کیا ہوا؟ ہے تو میری بیوی۔ اس طرح آپس میں رحمت اور شفقت کا جذبہ جاگ اٹھے گا۔ تعلقات ختم نہیں ہوں گے بلکہ بڑھ جائیں گے اور یہی بات عورت بھی اپنے شوہر کے بارے میں سوچے کہ اس نے ساری جوانی مجھ پر لگا دی، جوانی کے دور میں میری ساری ضروریات پوری کیں۔ آج اگر اس پر بڑھاپا آ گیا ہے تو خیر خواہی کا تقاضا یہ ہے کہ اس کی خدمت کی جائے۔ یوں میاں بیوی کا یہ تعلق محبت اور رحمت کا نمونہ بنتا ہے لیکن اس کے کچھ ضوابط ہیں، ان ضوابط پر عمل ہو گا تو بڑھاپے میں یہ تعلق رحمت اور شفقت میں تبدیل ہو گا۔

مکمل تحفظ فراہم کیجیے

اس سلسلے میں پہلی چیز یہ ہے کہ عورت کو اس گھر کے اندر مکمل تحفظ حاصل ہو، اس کی ہر جائز ضرورت کو پورا کیا جائے، اسے اطمینان ہو کہ یہ میرا گھر ہے اور یہی

میرا سب کچھ ہے۔اس کا دل کہے کہ مجھے ایک چھت مل گئی ہے، مجھے ایک سایہ مل گیا ہے، مجھے ایک آسرا مل گیا ہے۔جس تحفظ اور محبت کا احساس اور تصور اسے اپنے باپ کے گھر میں حاصل تھا وہی چیز اب اسے یہاں مل گئی ہے۔

بیوی پر توجہ دیجئے

دوسری چیز یہ ہے کہ شریکِ حیات پر توجہ دی جائے۔توجہ اس کا فطری حق ہے۔اگر گھر کے اندر ساس بھی بہت اچھی ہو، نند بھی بہت اچھی ہو، سسر بھی بہت اچھا ہو لیکن شوہر اس پر توجہ نہ دے رہا ہو تو ایسی عورت کو کبھی بھی گھر میں سکون نہیں مل سکتا۔ وہ کسی اور کے لئے تو وہاں نہیں گئی، وہ تو اپنے میاں کے لئے گئی ہے۔اگر وہ توجہ نہیں دے گا تو اسے اس گھر کے اندر کبھی بھی سکون نہیں ملے گا۔یہ اس کا فطری حق ہے کہ اسے پوری توجہ ملے مگر آج بدقسمتی یہ ہے کہ اس کا میاں دیگر عورتوں کو تو بڑی توجہ دیتا ہے، ان سے مسکرا کر ملتا ہے، کئی کئی گھنٹے ان کے ساتھ بیٹھتا ہے، محفلیں بھی سجاتا ہے لیکن اس کے پاس اپنی بیوی کی دلجوئی کے لئے وقت نہیں ہے۔اس کا دل بہلانے کے لئے اس کے پاس فرصت نہیں ہے۔وہ انتظار کر رہی ہوتی ہے کہ میاں آئیں گے تو ساتھ بیٹھ کر کھانا کھائیں گے لیکن جب میں آتا ہے تو اس کا موڈ آف ہوتا ہے، کاروباری حالات ٹھیک نہ ہونے کے سبب ٹینشن میں ہوتا ہے اس لئے آتا ہے اور سو جاتا ہے۔اب اس عورت کے دل پر کیا گزرتی ہے جو سب کچھ چھوڑ کر صرف اس کے لئے اس گھر میں آئی تھی۔اس کے دل پر چوٹ تو لگے گی نا۔ایسے رویے کی وجہ سے ہی گھریلو زندگی برباد ہو کر رہ جاتی ہے۔

بیوی کی حوصلہ افزائی

تیسرا حق یہ ہے کہ اس کی حوصلہ افزائی بھی کی جائے۔آپ خوب جانتے ہیں کہ حضور ﷺ کس قدر مصروف ترین انسان تھے لیکن آپ ﷺ کا طرزِ عمل ازدواجی زندگی کے سلسلے میں امت کے لئے ایک نمونہ ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ ازدواجی زندگی سارے معاشرے کی تعمیر کیلئے بنیادی اینٹ ہے۔ جس معاشرے میں گھریلو زندگی کا نظام برباد ہو جائے وہ معاشرہ کبھی بھی کامیابی اور ترقی کی منزل کو نہیں پا سکتا اس لئے کہ اس گھرانے سے اولاد وجود میں آتی ہے جس نے معاشرے کا حصہ بننا ہوتا ہے۔ جب میاں بیوی کا تعلق ہی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جائے گا تو پھر اولاد کو سنبھالنے والا کوئی نہیں ہوگا پھر اس معاشرے کو اچھے بچے نہیں ملیں گے، اچھے نوجوان نہیں ملیں گے، خود اعتماد اور با اخلاق بچے پھر اس معاشرے میں نہیں آئیں گے۔ اس لئے آپ ﷺ کے بارے میں امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ جب بھی گھر میں تشریف لاتے تو آپ ﷺ کے چہرے پر مسکراہٹ ہوا کرتی تھی۔

حضور ﷺ کا طرزِ عمل

ایک مرتبہ تو آپ ﷺ نے محبت کے اظہار اور بیوی کی دلجوئی کا حق ادا کر دیا۔ امی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ دروازے پر تشریف لائے اور میں پیالے میں پانی پی رہی تھی۔ مجھ پر نظر پڑتے ہی آپ ﷺ نے فرمایا:

”حمیرا! ٹھہر جاؤ، جہاں سے تم نے لب لگا کر پانی پیا ہے وہاں نشان لگا دو میں بھی وہیں سے لب لگا کر پانی پیوں گا۔“

بیوی کی دلجوئی بھی عبادت ہے

یہ کیا ہے؟ یہ آپ ﷺ نے اپنی بیوی کی دلجوئی فرمائی ہے۔ارے! یہ بھی دین ہے۔ہم خشک دین دار بنتے ہیں۔ ہمارا سارا زور دوسری چیزوں پر ہے۔ارے! یہ دین کا بہت بڑا حصہ ہے، بہت بڑی عبادت ہے۔اگر آپ کی بیوی دل سے آپ سے مطمئن نہیں ہے اور آپ اس کے فطری حقوق ادا نہیں کر رہے تو آپ کی تہجد، آپ کی نوافل اور آپ کی تسبیحات کی اللہ کے ہاں کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ یہ اس کا فطری حق ہے کہ اس کی دلجوئی ہو، اس کی حوصلہ افزائی ہو۔اس کی دلجوئی کے لئے وقت نکالا جائے۔آپ ﷺ جیسے عظیم اور انتہائی مصروف انسان نے بھی اپنے طرزِ عمل سے یہ بتایا کہ بیوی کے ساتھ ان کا معاملہ کس طریقے سے ہے؟ اور اپنے عمل سے انہوں نے امت کے تمام افراد پر واضح کر دیا کہ بیوی سے کیا رویہ اختیار کیا جانا چاہیئے؟

یقین جانیں کہ عورت اپنے گھر سے آئی ہی اس کام کے لئے ہے تو جب آپ اسے ایسا پیار دیں گے تو وہ پیار کیوں نہیں دے گی؟ وہ بھی آگے سے پیار دے گی۔وہ بھی محبت دے گی۔میرے دوستو! یہ عورت کے بنیادی حقوق ہیں کہ اسے تحفظ ملے، اس کی دلجوئی ہو، حوصلہ افزائی ہو اور اسے توجہ ملے۔مرد کو ان تمام حقوق کی رعایت رکھنی چاہیئے۔

عورت پر مرد کے حقوق

عورت کو بھی مرد کے حقوق کی رعایت رکھنی چاہیئے، یہ حقوق درج ذیل ہیں۔

پہلی بات جو آپ ﷺ نے بار بار ارشاد فرمائی اور قرآن نے بھی اسی طرف

اشارہ فرمایا کہ عورت کا سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ وہ اپنے میاں کی فرمانبردار ہو۔ وہ باندی بن کر رہے گی تو میاں غلام بن کر رہے گا۔ عورت سمجھتی ہے کہ میں اپنی تیزی اور چالاکی سے اپنے میاں کو مٹھی میں لے لوں گی۔ جبکہ درحقیقت فرمانبرداری اور اطاعت کے سوا مٹھی میں لینے کا کوئی اور طریقہ نہیں۔

شوہر کی اطاعت ضروری ہے

ایک واقعہ سناتا ہوں۔ آپ ﷺ کے زمانے میں ایک صحابیہ کے میاں کہیں سفر پر تشریف لے گئے اور جاتے ہوئے اسے کہہ دیا کہ تم گھر میں ہی رہنا، باہر نہ نکلنا۔ اللہ کی شان کہ اس عورت کے والد بیمار ہو گئے۔ اس نے آپ ﷺ کی خدمت میں پیغام بھیجا اور دریافت کیا کہ میرے میاں نے مجھے یہ حکم دیا ہے لیکن میرے والد اچانک بیمار ہو گئے ہیں۔ آیا میں ان کی بیمار پرسی کے لئے جا سکتی ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

''نہیں! آپ کے میاں نے کہا ہے اس لئے آپ گھر میں رہیں۔''

اللہ کی شان دیکھئے کہ ان کے والد کی طبیعت اور خراب ہو گئی۔ انہوں نے پھر اس کی اطلاع کی۔ آپ ﷺ نے پھر وہی جواب دیا۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ اس عورت کے والد کا انتقال ہو گیا۔ اب آخری گھڑیوں میں باپ کا چہرہ دیکھنا ہے لہٰذا آپ ﷺ کو اطلاع کی گئی اور مسئلہ کا حل پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ

'' اگر آپ کے میاں نے یہ کہا ہے کہ گھر سے نہ نکلو تو نہ نکلو، صبر کر لو۔''

اندازہ لگائیے کہ اس عورت کے دل پر کیا گزری ہو گی؟ خیر اس کے والد کی تدفین ہو گئی۔ تدفین کے بعد آپ ﷺ نے اسے پیغام بھیجا کہ اللہ کے طرف سے یہ پیغام ملا ہے کہ تیرے اس صبر کی بدولت اللہ نے تیرے باپ کی بخشش کر دی ہے۔

میرے عزیزو! اندازہ لگائیے کہ اس عورت کو شوہر کی بات ماننے پر کتنا بڑا درجہ ملا کہ اس کی باپ کی بخشش کے لئے اس کے صبر کو ذریعہ بنا دیا۔ اور اس صحابیہ کو شوہر کی بات ماننے پر جو اجر و ثواب ملا ہوگا اس کا تو کوئی شمار بھی نہیں۔

شوہر کے حقوق کی ادائیگی

ارے! ساری انفرادی عبادتیں اپنی جگہ، بزرگی اپنی جگہ لیکن اصل یہ ہے کہ اس وقت جو آپ کے میاں کے آپ پر جو حقوق ہیں انہیں آپ کتنا ادا کر رہی ہیں؟ کس درجہ کی اطاعت کر رہی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ عورت کی جنت تو بہت ہی آسان ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیسے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

''پانچ وقت کی نماز پڑھ لے، اپنے میاں کی اطاعت کر لے اور اپنے ناموس کی حفاظت کر لے تو جنت کے سارے دروازے اسے بلائیں گے کہ آجاؤ اور یہاں سے جنت میں داخل ہو جاؤ۔''

جنتی عورتوں کی صفات

آپ ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا کہ

''تین صفات والی عورتیں جنت میں جائیں گی ان میں پہلی عورت اپنے میاں سے محبت کرنے والی ہے۔

یہ محبت عجیب چیز ہے کہ جب محبت ہو تو (جیسے بیٹے سے محبت ہو) محبوب کے سب عیب چھپا لئے جاتے ہیں۔ اظہار نہیں کیا جاتا بلکہ بسا اوقات اس محبت کی وجہ سے عیب بھی اچھے لگنے لگتے ہیں۔ تو پہلی چیز محبت ہے۔ ارے ڈگریوں کی اللہ کے ہاں قدر و قیمت نہیں ہے۔ اللہ کے ہاں تو عورت کی ان صفات کی قدر و قیمت ہے جو

آج کے معاشرے نے عورت سے چھین لی ہیں، آج کے نظام تعلیم نے عورت سے چھین لی ہیں، آج عورتوں سے یہ خوبیاں چھین لی گئی ہیں۔ اب تو یہ گھر سے نکلتی ہے اور سہیلیوں میں بیٹھتی ہے تو اپنے میاں کی ساری برائیاں بیان کرتی ہے اور عورتیں بھی بڑی بدنصیب ہیں وہ بھی پوچھتی ہیں کہ تمہارا میاں کیسا ہے؟ وہ بھی چاہتی ہیں کہ یہ اپنے میاں کی برائیاں بیان کرے کیونکہ خود آزاد خیال جو ہیں۔ اس آزاد خیالی کو کمال سمجھا جاتا ہے، ہوشیاری سمجھا جاتا ہے جبکہ اس سے بڑی حماقت کوئی اور نہیں ہے۔

کیسی عورت سے نکاح کیا جائے؟

دوسری چیز یہ ارشاد فرمائی کہ بچے جننے والی ہو۔ ارشاد نبوی ہے:

﴿ تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ فَاِنِّیْ مُکَاثِرٌ بِکُمُ الْاُمَمَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ﴾

(ابوداؤد، باب فی تزویج الابکار، ج۱، ۲۹۶)

ایسی عورت سے نکاح کرو جو زیادہ محبت کرنے والی اور زیادہ بچے جننے والی ہو میں تمہاری کثرت کی وجہ سے قیامت کے دن دوسری امتوں پر فخر کروں گا۔

اب چونکہ اس نے کلب بھی جانا ہوتا ہے، بہت ساری دوسری مجالس کو بھی وقت دینا ہوتا ہے۔ اس کے تعلقات بھی بہت وسیع ہیں لہٰذا اس نے اپنے جسم کو بھی صحیح رکھنا ہوتا ہے۔ اس لئے وہ بچوں سے نفرت کرتی ہے، اولاد سے نفرت کرتی ہے اور اس نفرت کی وجہ اپنے جسم کو بیماریوں کا اسٹور بنا لیتی ہے کیونکہ اس کا یہ عمل فطرت کے خلاف ہے۔ جو بھی خلافِ فطرت طریقہ استعمال کیا جائے گا انسانی جسم اسے قبول نہیں کرے گا، انسانی جسم کے لئے وہ فائدہ مند نہیں ہوگا۔

رزق اللہ کے ہاتھ میں ہے

جہاں تک رزق کا معاملہ ہے تو اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

﴿نَحنُ نَرزُقُكُم وَاِيَّا هُم﴾ (الانعام:۱۵۱)

ہم ان کو اور تم کو رزق (مقدر) دیں گے۔

ارے! اللہ تمہیں بھی دیتا ہے انہیں بھی دے گا۔ تم کون سا اپنی ماں کے پیٹ سے رزق ساتھ لے کر آ گئے تھے۔

﴿وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَابَّةٍ لَّا تَحمِلُ رِزْقَهَا اللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ﴾ (عنکبوت:۶۰)

اور بہت سے جانور ایسے ہیں جو اپنی غذا اٹھا کر نہیں رکھتے۔ اللہ ہی ان کو (مقدر) روزی پہنچاتا ہے اور تم کو بھی۔

اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں کہ کیا کبھی پرندوں کو آسمان پر اڑتے دیکھا ہے؟ جب یہ اپنے گھونسلوں سے نکلتے ہیں تو ان کے پر کھلے ہوئے ہوتے ہیں، ان کے پروں میں کوئی رزق نہیں ہوتا، پیٹ خالی ہوتے ہیں لیکن شام کو جب لوٹ کر آتے ہیں تو پیٹ بھرا ہوا ہوتا ہے۔ جب اللہ انہیں رزق دے سکتا ہے تو تمہیں بھی دے سکتا ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ اگر وہ غصے میں آ جائے اور اسے کوئی بات بری لگ جائے یا میاں اس پر غصہ ہو جائے یا ناراض ہو جائے تو عورت کہے کہ

﴿اِنَّ يَدِىْ بِيَدِكَ﴾

میرا ہاتھ تیرے ہاتھ میں ہے جب تک تو راضی نہیں ہوگا اس وقت تک میں نہیں سوؤں گی۔

آپ ﷺ بتا رہے ہیں کہ عورت کی تیسری خوبی یہ ہے کہ میاں کو راضی کیئے

بغیر ایک رات بھی نہ سوئے۔ آپ ﷺ نے مزید فرمایا کہ

جس عورت میں یہ تینوں خوبیاں ہیں اللہ رب العزت نے اس عورت کے لئے جنت کا دروازہ کھول رکھا ہے تو عورت کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ اللہ کے احکامات کی اطاعت کے بعد اپنے میاں کی اطاعت کرے۔

شوہر کا مقام

ایک موقع پر آپ ﷺ کے کچھ صحابہ کسی سفر پر تشریف لے گئے۔ راستے مین ان کا گزر مختلف قبائل پر ہوا۔ واپسی پر آپ ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا:

”اے اللہ کے رسول! ہم نے سفر کے دوران قبائل میں عجیب منظر دیکھا کہ لوگ اپنے اپنے سرداروں کے سامنے سجدہ ریز ہو رہے ہیں۔ ہم بھی چاہتے ہیں کہ آپ کے سامنے تعظیمی سجدہ کریں۔“

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”میری امت میں اللہ کے علاوہ کسی کے لیے سجدہ جائز نہیں۔ اگر میری امت میں تعظیمی سجدہ کی گنجائش ہوتی تو میں عورت سے کہتا کہ وہ اپنے میاں کے سامنے سجدہ تعظیمی بجالائے۔“

تو عورت کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ اپنے میاں کی اطاعت کرے۔ اور آخری بات اللہ رب العزت نے ارشاد فرمائی کہ

﴿ حَافِظَاتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ﴾ (النساء: ۳۴)

مرد کی عدم موجودگی میں بحفاظتِ الٰہی نگہداشت کرتی ہیں۔

اپنی ناموس کی بھی حفاظت کرے، میاں کے مال کی بھی حفاظت کرے اور اس کی اولاد کی بھی حفاظت کرے۔ جن چیزوں کی حفاظت کا اللہ نے حکم دیا ہے ان

سب کی حفاظت کرے۔ یہ عورت کا کمال ہے۔

گھریلو نا اتفاقی کی وجہ

مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ اگر گھریلو زندگی نہیں بن رہی تو سمجھو کہ کہیں دین داری میں گڑ بڑ ہے یا میاں کی طرف سے یا بیوی کی طرف سے۔ عموماً دونوں طرف سے کچھ نہ کچھ ہوتا ہے اس لئے کہ تالی دونوں ہاتھ سے بجتی ہے۔ بیوی چاہتی ہے کہ بس میرے حقوق پورے ہوں اور میاں چاہتا ہے کہ میرے حقوق پورے ہوں۔ بیوی کہتی ہے میری خواہش پوری ہو، میاں کہتا ہے کہ میری خواہش پوری ہو۔ بیگم صاحبہ چاہتی ہیں کہ ان کا حکم چلے اور شوہر صاحب چاہتے ہیں کہ میرا حکم چلے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج گھروں کا سکون ختم ہو گیا ہے اور محبت نام کی کوئی چیز باقی نہیں رہی بلکہ اب تو میں ساتھیوں سے کہتا ہوں (یہ لطیفہ نہیں، ایک حقیقت ہے) کہ جہاں کہیں ایک عورت اور ایک مرد کو ہنسی خوشی باتیں کرتے دیکھو تو یقین کر لو کہ یہ دونوں میاں بیوی نہیں ہیں اور جہاں دیکھو کہ مرد کا منہ مشرق کی طرف اور عورت کا منہ مغرب کی طرف ہے تو یقین کر لو کہ یہ میاں بیوی ہیں۔ یہ حقیقت ہے حقیقت۔

اللہ کی قسم! چونکہ معاشرے میں نیکی نہیں رہی اس لئے ایک ہونا بھی نہیں رہا، اعتماد بھی نہیں رہا، پیار بھی نہیں رہا، گھر کا سکون بھی نہیں رہا اور اس کے اثرات ہماری اولادوں پر ہیں، ہماری نسلوں پر ہیں۔ اب اس اولاد کو کوئی سنبھالنے والا نہیں ہے۔ اس لئے کہ کون سنبھالے؟ وہاں تو اپنا معاملہ ہی بگڑا ہوا ہے۔ کون ان کی تربیت کرے؟ پورا معاشرہ فساد کا شکار ہو چکا ہے معاشرتی زندگی کی بنیادیں ہل چکی ہیں،

گھریلو زندگی کا نظام برباد ہو چکا ہے اور دینداری کا نام ونشان مٹ چکا ہے۔

بے پردگی کا نقصان

میرے عزیزو! جس گھر میں بے پردگی ہوتی ہے، جہاں مرد اور عورت غیر محرموں سے آزادانہ میل جول رکھتے ہیں اس گھر کے اندر اعتماد کی فضا ہو ہی نہیں سکتی۔ وہاں عورت کو اپنے مرد پر اعتماد نہیں ہوتا اور مرد کو اپنی عورت پر اعتماد نہیں ہوتا۔ اعتماد کی فضا ختم ہو جاتی ہے۔ اس لئے میرے عزیزو! ازدواجی زندگی کو صحیح بنانا ایمان کا بھی تقاضا ہے اور ہماری نسلوں کی حفاظت کا بھی تقاضا ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری نسلیں محفوظ ہو جائیں، ہماری اولادیں محفوظ ہو جائیں تو ہمیں اپنی گھریلو زندگی میں آپ ﷺ کی ہدایات کو جاری کرنا پڑے گا۔

نگاہوں کی پاکیزگی

یقین جانیں کہ اگر کوئی مرد اپنی نگاہوں کو پاک کر لے تو اسے اپنے گھر کی عورت حور نظر آئے گی اور اگر اس نے اپنی نگاہوں کو پاک نہیں رکھا تو اس کے گھر میں حور بھی بیٹھی ہوگی تو وہ بھی اسے باندی نظر آئے گی۔ یہی معاملہ عورت کا ہے اگر عورت کی نگاہیں پاک ہیں اس کا دل ودماغ پاک ہے تو اس کا میاں ہی اس کے لئے سب کچھ ہوگا لیکن اگر اس کا دل ودماغ پاک نہیں ہے، نگاہیں پاک نہیں ہیں تو پھر وہ مرد چاہے کتنی ہی خوبیوں والا کیوں نہ ہو، اس کی نگاہوں میں نہیں جچے گا۔ اس لئے میرے عزیزو! ضرورت اس بات کی ہے کہ اب جو زندگی گزر رہی ہے اس میں بھی اور اپنی اولادوں کو جب ازدواجی زندگی سے منسلک کرنے لگیں، اس وقت بھی ان چیزوں کی

فکر کریں کہ کہاں کی، کس کی اور کون سی عادات والی بیٹی گھر میں لا رہے ہیں؟ آپ داماد کیسے بنا رہے ہیں؟ کس کو بہو بنا رہے ہیں؟ اس کی گہری فکر کریں۔

گھر کیسے بنتے ہیں؟

گھر دلوں کے جڑنے سے بنا کرتے ہیں، اینٹوں سے نہیں بنا کرتے۔ اگر یہ دل جڑ جائیں تو جھونپڑیوں کے اندر بھی سکون اور مزے کی زندگی ہوگی اور اگر دل ٹوٹے ہوئے ہوں تو محلات کے اندر بھی زندگی اجڑی اجڑی نظر آئے گی۔ اگر دل جڑے ہوئے ہوں تو روکھی سوکھی پر بھی زندگی بہت پرسکون انداز میں گزر جائے گی اور اگر دل نہ جڑے ہوئے ہوں تو طرح طرح کے کھانے دستر خوان پر سجے ہوئے ہوں تب بھی زندگی بے چین ہی رہے گی، بے سکون ہی رہے گی۔

دلوں کو جوڑنے والی چیز

دلوں کو جوڑنے والی چیز نیکی ہے، ایمان والی زندگی ہے، نبی ﷺ کی سنتوں والی زندگی ہے۔ عورت بھی ان ہدایات پر عمل کرے اور مرد بھی ان ہدایات پر عمل کرے۔ مرد عورت کا تحفظ کرے، اس کی دل جوئی کرے، اس کو توجہ دے، اس کی حوصلہ افزائی کرے، دل سے اس کا سہارا بنے اور عورت بھی اپنے میاں کی اطاعت کو اپنا مقصد بنائے۔

عورت کی خوبی

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ عورت کی خوبی یہ ہے کہ

”اس کی زبان پر ہر وقت اللہ کا شکر ہو۔ اس کی زبان میں مٹھاس ہو (غیروں کے

لئے نہیں بلکہ اپنوں کے لئے ۔اب تو غیروں کے لئے مٹھاس ہے اپنوں کے لئے نہیں ہے۔ غیروں سے بولے گی تو شہد سے زیادہ میٹھا انداز ہوگا اور جب اپنوں سے بات کرے گی تو ایسا لگے گا کہ اس جیسی کڑواہٹ کہیں ہے ہی نہیں ۔) زبان کی میٹھی ہو ہر وقت اولاد کو جلی کٹی نہ سنائے ۔اس کی آنکھوں میں حیا ہو اس لئے کہ آنکھ اور چہرہ دل کا آئینہ ہیں۔ آنکھ میں حیا ہونا اس بات کی علامت ہے کہ اس کے دل کے اندر بھی حیا ہے۔ ہر وقت اس کے ہاتھ کام کاج میں مصروف رہیں۔ یہی عورت کا کمال اور خوبی ہے۔''

اور مرد کا کمال یہ ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں سے اچھی طرح واقف ہو۔ باہر کی ساری ذمہ داریاں مرد کے سپرد ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حیا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو داماد بنائے۔ ایک حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دوسرے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ۔ آپ رضی اللہ عنہ انتہائی باحیا انسان تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اگر کہیں پیر پھیلا کر بیٹھے ہوتے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آنے پر پاؤں سمیٹ لیتے تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول ! آپ کا یہ معاملہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیوں ہوتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''عثمان سے کیوں حیا نہ کروں، عثمان سے تو اللہ کے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔''

ایسے باحیا اور اپنی ذمہ داریوں سے واقف داماد تھے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حالت

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہوا تھا۔ شادی کے بعد

ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تم گھر کی ذمہ داریاں سنبھالو، میں باہر کی ذمہ داریاں سنبھالتا ہوں۔ گھر کے کام کاج کی زیادتی کی وجہ سے ایک مرتبہ جنت کی عورتوں کی سردار عورت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھوں پر نشان پڑ گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس باندیاں آئی ہوئی ہیں۔ ایک باندی تم بھی لے آؤ۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لے گئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بیٹی ابھی مدینہ کے بہت سارے ضرورت مند باقی ہیں۔ ان کی ضرورتیں پوری ہو جائیں پھر تمہاری ضرورت بھی پوری کر دی جائے گی۔ ہاں ایک بات بتاتا ہوں، اس پر عمل کرلو۔ دنیا میں بھی راحت مل جائے گی اور آخرت بھی بن جائے گی۔''

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ابو جان ضرور بتایئے! فرمایا:

''جب رات کو بستر پر جاؤ تو باوضو ہو کر ۳۳ مرتبہ **سُبۡحَانَ اللّٰہِ**، ۳۳ مرتبہ **اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ** اور ۳۴ مرتبہ **اَللّٰہُ اَکۡبَرُ** پڑھ لیا کرو۔ دنیا کی تھکاوٹ بھی ختم ہو جائے گی اور آخرت کی تھکاوٹ بھی پیش نہیں آئے گی۔'' (مسلم، ج۲،

آگے شوہر بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے یوں نہیں کہا کہ اچھا!......ابو جان سے کچھ نہیں لائیں۔ جیسے آج شوہر کہتا ہے کہ یہ ماں کے گھر سے کچھ لے کر آئے ساس بھی کہتی ہے کہ کچھ لے کر آئے، خالی ہاتھ آتی ہے تو اس بیچاری کا جینا عذاب کر دیتے ہیں۔ نہ جانے کیسے مسلمان ہیں؟ ان کی کیا سوچ ہے؟ یہ نہیں سوچتے کہ میری بیٹیاں بھی تو ہوں گی۔ یہ بھی آخر کسی کی بیٹی ہے، اسے اتنا کیوں ستاتے ہیں؟

میرے عزیزو! اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں حکم دے دیا ہے کہ جب کسی کی

بہن یا بیٹی کو شادی کر کے اپنے گھر لاؤ تو اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔ اسے کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچاؤ، اس کے حقوق مکمل طور پر ادا کرو اور اسے اچھے طریقے سے رکھو۔ ارشادِ ربانی ہے کہ

﴿ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ﴾ (النساء:۱۹)

اور ان عورتوں کے ساتھ خوبی کے ساتھ گزارا کیا کرو۔

دین داری والی زندگی اپنائیں

تو میرے دوستو! ازدواجی زندگی دین داری والی ہونی چاہئے۔ ہماری دین داری صرف مسجد تک نہ ہو بلکہ ہماری گھریلو زندگی ہماری دین داری کا نمونہ ہو۔ میں اچھے خاصے دین داروں کو دیکھتا ہوں کہ ان کی گھریلو زندگی الجھی ہوئی نظر آتی ہے، مسائل کھڑے ہوئے ہیں کیونکہ وہ بھی پوچھنے کی زحمت نہیں کرتے کہ یہ مسائل کیسے حل کئے جائیں؟ میرے دوستو! اگر ان اصول وضوابط کے مطابق ہم اپنی زندگی کو بنائیں گے تو اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ وہ اس کے اندر ہمیں سکون دے گا۔ پھر بیرونی حالات ہمیں کچھ دیر پریشان ضرور کریں گے لیکن گھر آتے ہی سکون مل جائے گا، گھر کی ملکہ چند میٹھے بول بولے گی، ہماری دلجوئی کرے گی اور ہماری پریشانی اور اضطراب سکون میں بدل جائے گا۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو کہنے سننے سے زیادہ عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔

آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

❁❁❁❁❁